10 رمضان... یوم باب الاسلام

تذکرہ: غازی اسلام محمد بن قاسم الثقفی رحمہ اللہ علیہ

شیخ طریقت متکلم اسلام

مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

خانقاہ حنفیہ، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ کے حکم پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بعثت کے 10 ویں سال شوال المکرم میں فریضہ تبلیغ کے لیے طائف پہنچے، جہاں قبیلہ ثقیف آباد تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دعوت دی لیکن انہوں نے قبول کرنے کے بجائے آپ پر ظلم وستم کیا۔ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دعا مانگی جسے دعائے مستضعفین کہتے ہیں۔ آپ اسی جگہ تھے آپ کے سامنے قرن الثعالب پہاڑی تھی، اوپر نظر اٹھائی بادل نے آپ پر سایہ کیا ہوا تھا، بادل پر نظر جمائی تو اس میں جبریل امین جلوہ افروز تھے اور عرض کی: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے سن لیا، دیکھ لیا، آپ نے جو کچھ فرمایا انہوں نے جیسا سلوک کیا۔ سب کا سب دیکھ اور سن لیا۔ یہ میرے ساتھ ملک الجبال (پہاڑوں کی نگرانی پر مقرر فرشتہ) موجود ہیں آپ حکم دیجیے یہ تعمیل کریں گے۔ ملک الجبال نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور عرض کی: مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے آپ جو چاہیں حکم کریں میں تعمیل کروں گا آپ حکم دیں مکہ کے دونوں طرف کے پہاڑوں کو ملا کر ان تمام بے ادب اور گستاخوں کو پیس ڈالوں؟ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دریائے رحمت جوش میں آیا اور فرمایا: بَلْ اَرْجُوا أَنْ يُخْرِجَ اللّٰهُ مِنْ اَصْلَابِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهُ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئاً۔

اگر یہ ایمان نہیں لائے تو کیا ہوا میں ان کی آنے والی نسل سے ہر گز ناامید نہیں ہوں، مجھے اللہ کی ذات پر مکمل یقین اور بھروسہ ہے کہ وہ ان کی نسلوں میں ایسے لوگ پیدا فرمائے گا جو اللہ کی توحید کے قائل اور شرک سے بیزار ہوں گے۔

یہ وہ امید تھی جسے خدا نے پورا فرمایا۔ اسی قبیلے ثقیف سے محمد بن قاسم رحمہ اللہ پیدا ہوئے۔ جن کا نام عماد الدین محمد بن یوسف الثقفی ہے۔

1300 سال پہلے جس علاقے کو "سندھ" کہا جاتا تھا وہ وسیع و عریض تھا۔ مغرب کی جانب مکران تک، جنوب میں بحر عرب اور گجرات تک، مشرق میں موجودہ مالوہ کے وسط اور راجپوتانے تک اور شمال میں ملتان سے گزر کر جنوبی پنجاب کے اندر تک وسیع رقبے پر جو علاقہ مشتمل تھا عرب مورخین اسی سارے خطے کو "سندھ" کہتے تھے۔

اس علاقہ کی فتح کا سہرا محمد بن قاسم رحمہ اللہ کے سر ہے جن کی قائدانہ صلاحیتوں، جنگی حکمت عملیوں اور اعلی ترین اخلاق کی بدولت اتنا بڑا علاقہ اسلام کے زیر نگیں آیا۔ محمد بن قاسم رحمہ اللہ کی فوج اور انتظامی کامیابی پاک و ہند کے مسلمانوں کی تاریخ کا ایک سنہری باب ہے۔ اپنی خداداد صلاحیتوں سے مالا مال ایک قابل لیڈر رہتے۔ جذبہ جہاد کے مبارک جذبے سے سرشار ایک قابل منتظم، دور اندیش حکمران اور سیاستدان تھے۔ نرم خو اور ہنس مکھ طبیعت کے مالک تھے، باہمت، غیور، رحمدل اور ملنسار انسان تھے۔ آپ کی پیدائش طائف میں ثقفی قبیلہ کے ایک مشہور خاندان 72 ہجری میں ہوئی یہ وہ خیر کا دور تھا جس کے خیر اور اچھا ہونے گواہی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔

75 ہجری عبد الملک بن مروان کے زمانہ میں حجاج بن یوسف کو عراق کا حاکم اعلیٰ متعین کیا گیا۔ حجاج بن یوسف نے اپنے چچا قاسم رحمہ اللہ کو بصرہ شہر کا والی متعین کیا۔ محمد بن قاسم رحمہ اللہ اپنے والد کے ساتھ طائف سے بصرہ منتقل ہو گئے، اور وہیں تعلیم و تربیت پائی۔ حجاج بن یوسف نے اپنے خاص فوجیوں کی

عسکری تربیت کے لئے واسط شہر بسایا۔ اس شہر میں محمد بن قاسم رحمہ اللہ کی فوجی تربیت ہوئی چنانچہ صرف 17 سال کی عمر میں محمد بن قاسم رحمہ اللہ ایک فوجی کمانڈر کی حیثیت سے سامنے آئے۔

88 ہجری میں سراندیپ کے حاکم نے جزیرہ یاقوت سے عربوں سے اچھے تعلق قائم کرنے کے لئے ایک جہاز عراق کے لئے روانہ کیا۔ جس قافلے میں کچھ مسلمان عورتیں بیت اللہ کی زیارت کے شوق میں کشتیوں پر سوار ہو گئیں پھر جب یہ قافلہ قازرون کے علاقے میں پہنچا تو مخالف سمت ہوائیں کشتیوں کو دیبل کے کناروں کی طرف لے آئیں۔

جہاں نکامرہ کے ٹولے نے آٹھوں جہازوں پر دھاوا بول دیا املاک کو لوٹا اور مسلمان عورتوں کو گرفتار کیا اہل سراندیپ نے انہیں بہت سمجھایا کہ یہ تحائف بادشاہ کے لیے جارہے ہیں لہٰذا آپ یہ مال فوراً واپس کریں لیکن انہوں نے انکار کر دیا اور فاخرانہ انداز میں کہا کہ آج اگر کوئی تمہارا دادرس ہے تو اسے پکارو اسی اثناء میں ایک عورت کی زبان سے مظلومانہ آہ نکلی۔

ان مغویوں میں سے ایک آدمی فرار ہو کر حجاج کے پاس پہنچا اور حجاج کو کہا کہ مسلمان عورتیں راجا داھر کے پاس قید ہیں جو تجھے مدد کے لیے پکار رہی ہیں۔ اس پر حجاج نے لبیک کہا انہیں دنوں مسلمان اندلس، سپین اور ترکستان کے محاذ علی الترتیب موسیٰ بن نصیر اور قتیبہ بن مسلم کی قیادت میں کھول چکے تھے اور ایک تیسرا بڑا محاذ کھولنے کی گنجائش نہیں تھی اسی لیے حجاج نے اتمامِ حجت اور صورتِ حال کو پر اَمن ماحول میں نپٹانے کے لیے راجہ داہر حاکمِ سندھ کو سفارتی خط لکھ بھیجا اور قیدیوں کی واپسی کا مطالبہ کیا لیکن راجہ داہر نے جواب دیا کہ

عورتوں اور بچوں کو قید کرنا اور مال و اسباب کو لوٹنا بحری قزاقوں کا فعل ہے جو میرے دائرہ اختیار سے باہر ہیں۔ لہٰذا میں اس کے بارے میں کچھ نہیں کر سکتا۔

جب حجاج بن یوسف کو یقین ہو گیا کہ مسلم عورتیں اور فوج کے جوان دیبل کی جیلوں میں بند ہیں اور سندھ کا بادشاہ عربوں سے دشمنی کی وجہ سے ان کو چھوڑنا نہیں چاہتا ہے، تو حجاج بن یوسف نے سندھ کے تمام علاقوں کو فتح کرنے کے لئے 90 ہجری میں ایک بڑے لشکر کو محمد بن قاسم رحمہ اللہ کی قیادت میں سندھ روانہ کیا۔ محمد بن قاسم رحمہ اللہ نے صرف 2 سال میں 92 ہجری تک سندھ کے بے شمار علاقے فتح کر لئے۔

92 ہجری 10 رمضان المبارک کو میں سندھ کے راجہ داہر کی قیادت میں سندھی فوج سے فیصلہ کن جنگ ہوئی، جس میں محمد بن قاسم رحمہ اللہ چھ ہزار کا لشکر لے کر راجہ داہر کی سات ہزار فوج کے خلاف دیبل کی بندرگاہ پر لنگر انداز ہوئے، گھمسان کا رن پڑا جس میں سندھ کا راجہ مارا گیا اور محمد بن قاسم رحمہ اللہ کی قیادت میں مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ غرض صرف 20 سال کی عمر میں محمد بن قاسم رحمہ اللہ فاتح سندھ بن گئے۔ 95 ہجری تک سندھ کے دیگر علاقے حتیٰ کے پنجاب کے بعض علاقے محمد بن قاسم رحمہ اللہ کی قیادت میں مسلمانوں نے فتح کر لئے۔ اسی لیے سندھ کو باب اسلام یعنی اسلام کا دروازہ کہا جاتا ہے کیونکہ ہندوستان پر اسلام کا دروازہ یہی سے کھلا۔

اہلِ سندھ نے بڑی تعداد میں اسلام قبول کر لیا۔ محمد بن قاسم رحمہ اللہ کی سندھ کی فتح سے سیاسی، تہذیبی اور علمی اعتبار سے ایک تاریخی دور کا آغاز ہوا۔

آپ نے فتح کے بعد سندھ کے موجودہ نظام کو خراب نہیں کیا۔ اس نے

اندرونی معاملات کا نظام وہاں کے باشندوں پر چھوڑ دیا۔ مال گزاری وغیرہ کے وصول کرنے کا حق بھی انہی لوگوں کے ذمہ رہنے دیا۔ اس رعایت سے وہ لوگ نہ صرف خوش تھے؛ بلکہ ان لوگوں نے جگہ جگہ پہنچ کر اس عفو و درگزر اور حسن سلوک کا تذکرہ اور پرچار کیا، جس سے اور بھی ماحول خوش گوار ہوتا گیا اور بہت سے لوگ اطاعت گزاری پر مجبور ہوئے۔ محمد بن قاسم رحمہ اللہ نے ہندوستان میں مستقل سلطنت کے لیے بنیادیں استوار کیں مسلمانوں کی بستیاں اور مساجد تعمیر کیں۔ عوام کو پہلی بار ان کے حقوق سے آشنا کیا۔ ان کے جان و مال اور عزت و آبرو کا محافظ بنا۔ محمد بن قاسم رحمہ اللہ نے سندھ پر فتح حاصل کرنے کے بعد جونہی ہند (موجودہ ہندوستان) کی حدود میں داخل ہونے کا ارادہ کیا، نئے بادشاہ سلیمان بن عبد الملک کا حکم پہنچا کہ فوراً عراق واپس آجاؤ۔ ولید بن عبد الملک کے بعد سلیمان بن عبد الملک خلیفہ بنے۔ نئے خلیفہ سلیمان بن عبد الملک اور محمد بن قاسم رحمہ اللہ کے خاندان کے ساتھ تعلقات اچھے نہیں رہے۔

محمد بن قاسم رحمہ اللہ کو یقین تھا کہ میرا عراق واپس جانا موت کو دعوت دینا ہے۔ سندھ کے لوگوں اور فوج کے ذمہ داروں نے محمد بن قاسم رحمہ اللہ کو واپس جانے سے منع کیا لیکن محمد بن قاسم رحمہ اللہ نے خلیفہ کے حکم کی نافرمانی کرنے سے انکار کیا اور عراق واپس گئے۔ سلیمان بن عبد الملک نے بغض وعناد میں محمد بن قاسم رحمہ اللہ کو جیل میں بند کر دیا۔ مختلف طرح سے تکلیفیں دیں۔ غرض 95 ہجری میں فاتح سندھ محمد بن قاسم رحمہ اللہ نے صرف 23 سال کی عمر میں جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔

والسلام

محمد الیاس گھمن